الن کو بھلانا بہت مشکل ہے جو ہمارے پاکستان ٹیلیویژن کے پسندیدہ کرداروں میں سے ایک ہے۔ ایک لامبا، دبلا کردار جس کے چہرے پر ہمہ وقت ایک مکارانہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی ہے اور جس کا پٹارہ نت نئے حربوں سے لبریز رہتا ہے لیکن افسوس کہ اس کا موٹااور بے عقل لیکن معصوم و صاف گو ساتھی ننھا اپنی صاف گوئی کی بنا پر الن کے تمام حربوں، اس کی بنائی تمام اسکیموں کو تاراج کردیتا ہے۔ لیکن دلچسپ بات تو یہ ہے کہ اس مکار شخص الن کی تمام تر چالاکیوں کے باوجود بھی اس کے دیکھنے والوں کے دل میں اس کے خلاف نفرت کا جذبہ کسی صورت بیدار نہیں ہوتا!

میں تیرہ مارچ سن ۲۰۱۰ کی ایک صبح کمال احمد رضوی کے سامنے بیٹھا تھاجو عرف عام میں الن کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ایک بڑے مصنف، منجھے ہوئے ہدایتکار اور ایک لاجواب فنکار۔ وہ بلاشبہ ایک انٹیلیکچوئل ہیں۔ کمال صاحب پر میں اس ملاقات کے دومقاصد پہلے ہی واضح کرچکا تھا، ایک تو جناب ابن صفی سے ان کی واحد ملاقات کے احوال سے آگاہی اور دوسرے ان کے لازوال ڈرامے الف نون کے حوالے سے کچھ گفتگو۔ اس حقیقت کی نشان دہی کرنا اہم ہے کہ ابن صفی پر کمال احمد رضوی کا کوئی بیان تادم تحریر کہیں دستیاب نہیں ہے اور وہ اس موضوع پر پہلی مرتبہ لب کشائی کرتے نظر آئے۔ کمال صاحب کے یہ خیالات میری نظر میں بلاشبہ ایک جینئس کا دوسرے جینئس کوخراج تحسین ہے۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھے کہ کمال احمد رضوی ، ابن صفی سے اپنی اس ملاقات کا احوال بیان کرتے ہوئے کیا کہتے ہیں:
'' ابن صفی صاحب سے میری ایک ہی ملاقات ہوئی اور یہ بہت عرصہ پہلے ، کوئی سن ۱۹۷۳ کی بات ہے۔ میں کوئنس روڈ پر ایک فلیٹ میں رہتا تھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں لاہور سے نیا نیا کراچی شفٹ ہوا تھا۔ ٹیلیویژن پر ایک سیریل بنانی تھی تو میں نے وہاں فلیٹ لے لیا۔'ان دنوں دوستوں کا آنا جانا تھا، بڑے بڑے لوگ آئے۔ادیب، فنکار، سائنٹسٹ۔تو بڑی یادیں اس گھر سے وابستہ ہیں۔میرے ایک دوست، ان کا نام میں بھول رہا ہوں، وہ ابن صفی کو میرے پاس اس فلیٹ پر لے کر آئے تھے۔تو وہاں وہ ہمارے دوست کچھ شغل فرما رہے تھے، کچھ ڈرنکس وغیرہ بھی رکھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ابن صفی صاحب کو بھی آفر کیاتو وہ کہنے لگے کہ میں تو پیتا ہی نہیں ہوں۔''
(یہ بتاتے ہوئے کمال احمد رضوی اپنے خاص انداز میں ہنس پڑے)

''دراصل وہ ایک شریف آدمی تھے۔ میں (کمال احمد رضوی) نے ابن صفی سے کہا کہ آپ نے ان لوگوں کی صحبت کیوں اختیار کررکھی ہے ؟ اس پر وہ بولے کہ یہ ہمارے قدردان ہیں اور عزت کرتے ہیں اور ہم آپ کی عزت کرتے ہیں اور آج آپ سے ملاقات ہوگئی۔تو کافی باتیں ہوئیں۔ اب مجھے پوری طرح سے اس کی تفصیل یاد نہیں ہے۔وہ ایک طویل سٹنگ تھی،مطلب یہ کہ ابن صفی وہاں دو گھنٹے بیٹھے تھے اور کھانا کھا کر رخصت ہوئے تھے۔وہ بہت ہی شریف آدمی تھے اور بہت کم گو تھے۔ ان کا ایک پروگرام آیا تھا، وہ ضیاء محی الدین شو جو چلتا تھا، اس میں آئے تھے وہ اور میں نے ان کو اس پروگرام کا حوالہ بھی دیا تھا کہ پروگرام بہت اچھا تھا۔ ان میں شہرت اور نام ونمود کی خواہش ذرا بھی نہیں تھی جو آجکل کے ادیبوں میں ہے۔۔۔۔ آجکل کی کیا بات ہے، تمام وقت کے ادیبوں کی بات ہے، ان کو ستائش کا بڑا چسکا ہے کہ ستائش ہوتی رہے جبکہ ابن صفی میں قطعاً یہ بات نہیں تھی! ایک ہی ملاقات ہوئی تھی ان سے اور اس میں، میں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ بہت ہی غور کرنے والے شخص تھے۔ غور کرنے کا ملکہ ان کو اتنا تھا کہ وہ مسٹری رائٹر بن گئے۔ اس کے لیے کتنی محنت کرنی پڑتی ہے، کسطرح اپنے کرداروں کو سنوارنا پڑتا ہے، کسطرح ان کا بناؤسنگھار کرنا پڑتا ہے اور کیسے کہانی کی صورت میں پیش کرنا پڑتا ہے، اس کا ابن صفی کے پاس بڑا ملکہ تھا۔بجا طور پر میں یہ کہتا ہوں کہ ابن صفی سے پہلے بھی ہندوستان میں مسٹری رائٹرتھے، نیلی چھتری جو انہوں نے لکھا تھا۔۔۔۔ (ظفرعمر کا نام ہم نے کمال صاحب کو یاد دلایا) ۔۔۔جی ہاں! ظفر عمر جو تھے اور جن کے گھر کا نام ہی نیلی چھتری تھا لیکن پاکستان بن جانے کے ابن صفی جیسا کسی نے کہیں لکھا۔ اس لحاظ سے وہ بڑی منفرد شخصیت

تھے۔ابن صفی پر کوئی کام نہیں ہوا، مطلب ادب کے حوالے سے جو پذیرائی ان کو ملنی چاہیے تھی، وہ نہیں ملی۔ ان کے کام کو ٹیلیوائز نہیں کیا گیا۔ شاید کسی کے بس میں وہ کریکٹر آنہیں سکے تھے، مجبوریاں ہوتی ہیں۔ اب انگلستان میں دیکھیئے، آرتھر کونن ڈائل کے تخلیق کردہ شرلاک ہومز پر اس وقت کچھ نہیں کچھ نہیں تو دس سے بارہ ۔ ٹیلیویژن سیریز بن چکی ہیں اور مختلف لوگوں نے اس میں کردار ادا کیے ہیں! ہمارے یہاں موروثی چیزوں کی قدر نہیں ہے۔''

کمال احمد رضوی یکم مئی سن ۱۹۳۰ کو بہار، ہندوستان کے ایک قصبے 'گیا' میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد پولیس ڈیپارٹمنٹ میں تھے۔ کمال صاحب سن ۱۹۵۱ میں پہلے کراچی اور پھر جلد ہی لاہور چلے آئے۔ سن ۱۹۵۸ میں تھیٹر کا کیریئر شروع کیا۔ مشہور ڈرامہ بالا کی بدذات سن ۱۹۶۰میں تھیٹر پر پیش کیا۔ مذکورہ ڈرامے کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ جنوری سن ۲۰۰۵ میں لاہور ڈراما فیسٹیول میں دوبارہ پیش کیا گیا اور اس بار بھی کمال احمد رضوی اس ڈرامے میں اپنی اداکاری کے عروج پر نظر آئے۔بالا کی بدذات کے علاوہ ان کے مشہور ڈراموں میں پی ٹی وی پر قسط وار پیش کیے جانے والے ڈرامے چور مچائے شور اور میرا ہمدم میرا دوست بھی شامل ہیں۔ ایسے ڈراموں کی تعداد بیس کے لگ بھگ ہے جنہیں یا تو کمال صاحب نے لکھا، یا ان میں اداکاری کی یا پھر ان ڈراموں کی ڈائرکشنز دیں۔ ان کے اپنے الفاظ میں : '' میں نے زندہ رہنے کے لیے بڑی جدوجہد کی، ڈرامے لکھے، امروز میں کالم نگاری کی، انگریزی کتب کے تراجم کیے(ان میں ڈیل کارنیگی کی کتابیں نمایاں ہیں)، ادب لطیف میں افسانے لکھے''۔۔۔یہ بتاتے ہوئے ان کے لہجے میں ماضی کی یادوں کی تلخی جیسے گھل سی گئی تھی۔ کمال احمد رضوی نے سن ۱۹۶۵ میں نوزائیدہ لاہور ٹیلیوژن سے الف نون کا آغاز کیا۔ وہ خود کو ملنے والے 'پرائڈ آف پرفارمنس' کو طوق ندامت کہتے ہیں۔

کمال احمد رضوی کے والد اور ان کے دیگر اہل خانہ پاکستان منتقل نہیں ہوئے۔ ان کے والد کا انتقال ۱۹۵۵ میں' گیا' میں ہوا جس کے لیے کمال صاحب گیا تشریف لے گئے۔

الف نون وہ واحد ڈارامائی سیریز ہے جو سن۱۹۶۵ سے سن ۱۹۸۲ تک مختلف وقفوں میں علاحدہ علاحدہ چار مرتبہ نشر ہوئی۔ بالکل شروع میں جب براہ راست پروگرام نشرہوا کرتے تھے تو یہ سیریز بغیر پیشگی ریکارڈنگ کے، آٹھ ماہ تک نشر ہوئی۔دوسری مرتبہ الف نون سن ۱۹۶۷ سے سن ۱۹۶۸ تک نشر ہوا۔ تین برس بعد یہ سیریز سن ۱۹۷۱ سے سن ۱۹۷۲ تک چلی اور پھر چوتھی مرتبہ سن ۱۹۸۱ سے سن ۱۹۸۲ تک نشر کی گئی۔